خلافت احمدیہ

تقریر

مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد
مؤرخ احمدیت

ناشر:

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف
صدر انجمن احمدیہ (پاکستان) ربوہ

1500/6

خلافتِ احمدیہ

تقریر

مولوی دوست محمد صاحب شاہد

الناشر

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مولوی دوست محمدؐ صاحب شاہد نے سالانہ جلسہ ۱۳۴۸ھش / ۱۹۶۹ء کے شبینہ اجلاس منعقدہ مسجد مبارک ربوہ میں خلافتِ احمدیہ کے موضوع پر ایک اہم تقریر کی تھی جس کا مکمل متن بعض مفید اضافوں کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے ہر اعتبار سے نافع اور موجبِ برکت بنائے اور ہم سب کو ہمیشہ ہی نظامِ خلافت سے وابستہ رہ کر دینی خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے اور وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جبکہ خلافتِ احمدیہ کی برکت سے اکنافِ عالم پر اسلام کا پرچم لہرانے لگے۔ آمین ⁂

ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف
صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی
لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ
یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ
بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(سورہ نور ع ۷)

؎ ملتِ احمد کی مالک نے جو ڈالی تھی بِنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار

(درِ ثمین)

مسیحِ محمدّی کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو اور تحریکِ احمدیت کے جگر گوشو اور نونہالو! تمہیں ربِ جلیل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک بار پھر شمعِ خلافت کے گرد پروانوں کی مانند جمع ہونا مبارک ہو۔

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے "خلافتِ احمدیہ"۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں ہوں ملّتِ اسلامیہ کے فدائی سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پر کہ حضور نے اپنے اکاون سالہ عہدِ قیادت میں نہ صرف نظامِ خلافت کے قیام و استحکام کے لئے ایک بے نظیر جو مکھی لڑائی لڑی بلکہ اس کی آبیاری کے لئے اپنا مقدس خون تک پیش کر دیا جس پر یہ مسجد مبارک گواہ ہے ؎

ہمارے جسموں پہ جو ہے بیتی یہ خاکِ ربوہ نشاں دیگی

اِس مثالی قربانی کے علاوہ حضور پُر نور نے جماعتِ احمدیہ کو خلافت سے متعلق ایسی زرّیں مفصّل اور انقلاب انگیز ہدایات و نصائح سے نوازا جو قیامت تک روشنی کے بلند اور پُر شکوہ مینار کا کام دیں گی اور جن کی ضیا پاشیوں سے انکارِ خلافت کی ظلمتیں ہمیشہ پاش پاش ہوتی رہیں گی۔

استحکامِ خلافت کے اس زندہ اور ناقابلِ فراموش اور دائمی کارنامہ کے پیشِ نظر جو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ (نوّر اللہ مرقدہٗ) کے ہاتھوں انجام پایا میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ اِس وقت جو کچھ عرض کروں اکثر و بیشتر حضورؓ ہی کے مبارک الفاظ میں عرض کروں۔ بلاشبہ ربط و تسلسل کی غرض سے مجھے بعض فقرات یا واقعات کا خود بھی اضافہ کرنا ہوگا مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خواہ الفاظ میرے ہوں مگر بلا واحضرت

مصلح موعودؓ ہی کا ہوگا۔

آیتِ استخلاف کا ترجمہ و تشریح

مَیں نے شروع میں سورہ نور کی معرکۃ الآراء آیت ــــ آیتِ استخلاف ــــ پڑھی ہے جس کا ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک الفاظ میں یہ ہے کہ :-

" اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بناوے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے " (تفسیر صغیر)

حضرت خاتم الانبیاءؐ اور آپکے فرزندِ جلیل کی پیشگوئیاں

حضورؓ فرماتے ہیں :-

" جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ خلیفے ہوں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد خلیفے ہوں گے پھر مُلکًا عاضًا ہوگا پھر ملکِ جبریہ ہوگا اور اس کے بعد خلافت علیٰ

منہاج النبوۃ ہوگی (مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر) اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت میں الوصیۃ میں تحریر فرمایا ہے :-

"اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیت صـ۶ـ)

یعنی اگر تم سیدھے رستہ پر چلتے رہو گے تو خدا کا مجھ سے وعدہ ہے کہ جو دوسری قدرت یعنی خلافت تمہارے اندر آوے گی وہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگی۔"

("خلافتِ حقّہ اسلامیہ" صـ۸ـ
تقریر حضرت مصلح موعودؓ جلسہ ۱۳۳۵ھ ۱۹۵۶ء)

"الوصیّۃ" کے مطابق نظامِ خلافت پر اجماع

سلسلہ احمدیہ کا قدیم لٹریچر شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد سب سے پہلا اجماع قدرتِ ثانیہ یعنی نظامِ خلافت ہی پر ہوا اور الوصیۃ کے مطابق ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا نورالدین بھیروی رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا نورالدینؓ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی گئی جس پر جناب مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور دوسرے بہت سے عمائدِ انجمن کے دستخط ثبت تھے۔ اس درخواست میں یہ لکھا تھا کہ :-

"اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیۃ ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اِس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اَعلم اور اَتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

سے ظاہر ہے کہ ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔" (بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء صٓ)

علاوہ ازیں جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے جملہ ممبروں کی طرف سے تمام بیرونی احمدیوں کی اطلاع کے لئے حسب ذیل بیان جاری کیا:۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت اُمّ المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو (۱۲۰۰) تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے:۔

مولانا حضرت سید محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خاں صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب،

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ، خلیفہ رشید الدین صاحب
اور خاکسار خواجہ کمال الدین"

جناب خواجہ صاحب نے اس اطلاعی بیان میں یہ بھی تحریر فرمایا :-

"کُل حاضرین نے جن کی تعداد اُوپر دی گئی ہے با اتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الاُمت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔" (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

محترم خواجہ صاحب نے بعد ازاں یہ بھی تسلیم کیا کہ

"جب میں نے بیعت ارشاد کی ... یہ بھی کہا کہ میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا۔"

(لیکچر "اندرونی اختلافاتِ سلسلہ کے اسباب صفحہ ۶۹ - ۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

ایک فیصلہ کُن سوال

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار قادیان میں خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ :-

"اِس مسئلہ کے متعلق ایک سوال ہے جو ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے

رہنا چاہیئے اور وہ یہ کہ یہی لوگ جو آج کہتے ہیں کہ الوصیت سے خلافت کا کہیں ثبوت نہیں ملتا ان لوگوں نے اپنے دستخطوں سے ایک اعلان شائع کیا ہوا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کے وقت انہوں نے کیا... پس جماعت کے دوستوں کو ان لوگوں سے یہ سوال کرنا چاہیئے اور پوچھنا چاہیئے کہ تم ہمیں الوصیت کا وہ حکم دکھاؤ جسکے مطابق تم نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ اسکے جواب میں یا تو وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے جھوٹ بولا اور یا یہ کہیں گے کہ الوصیت میں ایسا حکم موجود ہے اور یہ دونوں صورتیں اُن کے لئے کھلی شکست ہیں"۔

(الفضل ۲۱ شہادت / اپریل ۱۳۱۹ ہش ۱۹۴۰ء صفحہ ۶
خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ)

خلافت کو "قدرتِ ثانیہ" نام دینے کا فلسفہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کو "قدرتِ ثانیہ" کے نام سے کیوں موسوم فرمایا؟ اس کی وضاحت میں حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ :-

"نبی کی دو زندگیاں ہوتی ہیں ایک شخصی اور ایک قومی اور اللہ تعالیٰ ان دونوں زندگیوں کو الہام سے شروع کرتا ہے۔ نبی کی شخصی زندگی

تو الہام سے اس طرح شروع ہوتی ہے کہ جب وہ تیس یا چالیس سال کا ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو مامور ہے... نبی کی قومی زندگی الہام سے اس طرح شروع ہوتی ہے کہ جب وہ وفات پاتا ہے تو کسی بنی بنائی سکیم کے ماتحت اس کے بعد نظام قائم نہیں ہوتا بلکہ یکدم ایک تغیر پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا مخفی الہام قوم کے دلوں کو اس نظام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے... اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام قدرتِ ثانیہ رکھا ہے۔"

("خلافتِ راشدہ" صفحہ ۶۱-۶۲
تقریر حضرت مصلح موعودؓ ۱۹۳۹ء)

سلسلہ احمدیہ میں دائمی خلافت کی خبر

حضرت مصلح موعودؓ نے "الوصیت" کے اِس حوالہ کی روشنی میں قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کے دائمی ہونے کی نسبت مزید وضاحت یہ فرمائی :-

"جیسے موسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اسی طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیحِ موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصہ تک چلتی چلی جائے گی۔" (الفضل

۳۔ اپریل ۱۹۵۲ء صت)

نیز بتایا کہ:-

"یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصہ تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا... کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں ہؤا وہ اُن حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہیں۔"

(الفضل ۳۔ اپریل ۱۹۵۲ء صد ۳ مضمون حضرت مصلح موعودؓ)

خلیفہ خُدا بناتا ہے

حضرت مصلح موعودؓ ۱۴ ۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو تختِ خلافت پر متمکن ہوئے جسکے چند روز بعد حضور نے "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" کے عنوان سے ایک تاریخی ٹریکٹ شائع فرمایا جس میں یہ حقیقت نمایاں کی کہ:

"خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانہ میں چھ سال متواتر اس مسئلہ پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی۔" (صت)

حلفیہ اعلان اور عظیم الشّان پیشگوئی

حضورؓ نے اس مشہور ٹریکٹ میں یہ حلفیہ اعلان بھی فرمایا کہ :-

"مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو مَیں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کُرتہ کو مجھ سے نہیں اُتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کی دین ہے اور کونسا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ مَیں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ مَیں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے۔ مَیں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ مَیں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاء اللہ)۔ مَیں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔" (صٓ)

۱۹۲۴ء میں حضورؓ نے سفرِ یورپ کے دَوران منکرینِ خلافت کو خطاب کرتے ہوئے ایک نظم کہی جس میں فرمایا :۔

میری غلبت میں لگا لو جو لگانا ہو زور
تیر بھی پھینکو کرو حملے بھی شمشیروں سے
پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں
باندھ لو ساروں کو تم مکر کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے

حضورؓ کی یہ پیشگوئی آج تک جس شان سے پوری ہو رہی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ایک اہم پیشگوئی مستقبل کے متعلق

حضورؓ نے سلسلہ احمدیہ میں دائمی خلافت کی خوشخبری سُناتے ہوئے ۸ ر تبوک ۱۳۲۹ھ (مطابق ۸ ستمبر ۱۹۵۰ء) کو کراچی میں ایک خطبہ جمعہ کے دَوران یہ ایمان افروز ارشاد بھی فرمایا کہ :۔

"میری وفات خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اُس دن ہو گی جس دن مَیں خدا تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کے ساتھ اپنے کام کو ختم کر

لوں گا..... اور وہ شخص بالکل عدمِ علم اور جہالت کا شکار ہے جو ڈرتا ہے کہ میرے مرنے سے کیا ہوگا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مَیں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرتِ ثانیہ بھیج دے گا۔ مگر ہمارے خدا کے پاس قدرتِ ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرتِ ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرتِ رابعہ بھی ہے۔ قدرتِ اولیٰ کے بعد قدرتِ ثانیہ ظاہر ہوئی۔ اور جب تک خدا تعالیٰ اِس سلسلہ کو ساری دُنیا میں پھیلا نہیں دیتا اس وقت تک قدرتِ ثانیہ کے بعد قدرتِ ثالثہ آئے گی اور قدرتِ ثالثہ کے بعد قدرتِ رابعہ آئے گی اور قدرتِ رابعہ کے بعد قدرتِ خامسہ آئے گی اور قدرتِ خامسہ کے بعد قدرتِ سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا۔" (الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۶-۷)

خلافت کی اہمیت و ضرورت

حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ سے یہ حقیقت بالکل نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نظامِ خلافت کا اسلام کے عالمگیر غلبہ کے ساتھ نہایت بردست اور گہرا تعلق ہے چنانچہ حضورؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ :-

"خلافت کا مسئلہ میرے نزدیک اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے بلکہ مَیں سمجھتا ہوں اگر کلمہ شریف کی

تفسیر کی جائے تو اس تفسیر میں اس مسئلہ کا مقام سب سے بلند ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیبہ اسلام کی اساس ہے مگر یہ کلمہ اپنے اندر جو تفصیلات رکھتا ہے اور جن امور کی طرف اشارہ کرتا ہے ان میں سے سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہی ہے۔" (خلافتِ راشدہ صہ)

پھر لکھتے ہیں:۔

"خلافت اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلفاء مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ ہی خلفاء مقرر کرے گا۔ حال ہی میں ایک صاحب کا خط آیا ہے وہ لکھتے ہیں میں نے ایک شخص کو تبلیغ کی وہ کہتا ہے اگر تمہارے موجودہ خلیفہ کے بعد بھی سلسلہ قائم رہا تو میں بیعت کرلوں گا۔۔۔۔ میں تو مر جاؤں گا لیکن میرے بعد جو حضرت مسیح موعودؑ کے قائمقام ہوں گے ان کے متعلق (بھی) اسی طرح کہا جائے گا۔ اور یاد رکھو اگر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہے گا اور ہماری جماعت دن بدن ترقی ہی کرتی رہے گی۔"

(درس القرآن صہ مطبوعہ نومبر ۱۹۲۱ء از حضرت مصلح موعودؓ)

مقامِ خلافت اور مجدّدیت

۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں مجلسِ علم و عرفان کے دوران ایک شخص نے سوال کیا کہ "کیا خلیفہ کی موجودگی میں مجدد ہو سکتا ہے؟" اس پر حضورؓ نے یہ لطیف جواب دیا کہ :-

"خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے"

(الفضل ۸ شہادت/اپریل ۱۳۲۶ھش/۱۹۴۷ء صفحہ ۴)

خلافت اور "گدیوں والی ولایت"

وسط ۱۳۱۹ھش/۱۹۴۰ء میں بعض نام نہاد صوفیوں نے خود پسندی اور خود ستائی کی راہ سے پیسے لے کر دعائیں کرنے کا ڈھونگ رچایا اور اپنی ولایت جتانے لگے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی دُوربین آنکھ سے اس فتنہ کے بد اثرات کو بھانپ لیا اور ایک خطبہ جمعہ میں اس کی حقیقت نمایاں کرتے ہوئے فرمایا :-

"خلافت کی موجودگی میں اس قسم کی گدیوں والی ولایت کے کوئی معنے ہی نہیں۔ جیسے گوریلا وار کبھی جنگ کے زمانہ میں نہیں

ہؤا کرتی۔ چھاپے اسی وقت مارے جاتے ہیں جب باقاعدہ جنگ کا زمانہ نہ ہو۔ خلفاء کے زمانہ میں اس قسم کے ولی نہیں ہوتے۔ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کوئی ایسا ولی ہؤا نہ حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ کے زمانہ میں۔ ہاں جب خلافت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے ولی کھڑے کئے کہ جو لوگ اُن کے جھنڈے تلے جمع ہوسکیں انہیں کرلیں تا قوم بالکل ہی تتر بتر نہ ہوجائے لیکن جب خلافت قائم ہو اس وقت اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے جب منظم فوج موجود ہو تو گوریلا جنگ نہیں کی جاتی۔ پس خلافت کی موجودگی میں ایسی ولایت کا وسوسہ دراصل کبر اور بڑائی ہے۔"

(الفضل مورخہ ۱۶؍احسان؍جون ۱۳۱۹ہش/۱۹۴۰ء صفحہ ۴-۵)

دُنیائے رُوحانیت کا مسلمہ قانون

دُنیائے روحانیت کا یہ مسلمہ قانون و اصول ہے کہ جس قدر عظیم نعمت کسی قوم کو عطا ہوتی ہے اسی قدر اضافہ اس کی ذمہ داریوں میں ہوجاتا ہے خلافت ایک عظیم ترین نعمت ہے جو اس زمانہ میں مسلمانوں کو احمدیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پاک وعدوں کے عین مطابق دی گئی ہے جس پر ہم جتنے بھی سجدات شکر بجالائیں کم ہیں ہماری زبانیں اس احسانِ عظیم پر اپنے مولا کی حمد سے لبریز اور ہماری رُوحیں اس کے آستانہ پر سجدہ ریز ہیں۔

انوارِ خلافت سے استفادہ کے پانچ ذرائع

سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے انعامِ خلافت کے سلسلہ میں پانچ ایسے بنیادی ذرائع کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے جن کی تکمیل خلافت سے فیوض و انوار اور فیضان و عرفان حاصل کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے پہلے تقاضا کی نشان دہی اِن الفاظ میں فرمائی :-

"محض کسی کی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہیں نہ کہ ان کی ذات کے لحاظ سے۔ پس تمہیں درجہ (خلافت) کی قدر کرنی چاہیئے کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہیئے۔" (درس القرآن صـ۳۷ از حضرت مصلح موعودؓ)

اس لطیف نکتہ کی وضاحت میں حضورؓ کی زبانِ مبارک سے ایک حیرت انگیز مثال سُناتا ہوں۔ ارشاد فرماتے ہیں :-

"ہم اصل نہیں اور اگر ہم اصل ہوتے تو دُنیا ہمیں کبھی کی فنا کر چکی ہوتی۔ ہم تصویریں ہیں اِس لئے دُنیا ہمیں جتنا بھی نقصان پہنچاتی ہے دین کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تصویروں ... میں بعض دفعہ بادشاہ کا جلوس بھی دکھایا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص بادشاہ کے جلوس پر گولیاں برسائے تو کیا بادشاہ مر جائے گا ؟ اسی طرح ہم بھی تصویریں ہیں ہم کو

خدا تعالیٰ نے اِس لئے بھیجا ہے تا کہ اس کی حکومت دُنیا میں قائم ہو... جس طرح تصویر پر گولی چلانے والا اصل کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی طرح اگر کوئی شخص ہم پر گولی چلاتا ہے تو گو ہم مر جاتے ہیں یا ہم ختم ہو جاتے ہیں لیکن اُس مشن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جس کو قائم کرنے کے لئے اُس نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔ پس اپنے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ان کے خلفاء بیشک بوجہ خدا تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کے ادب کے قابل ہیں لیکن وہ مقصود نہیں... باقی ساری چیزیں اظلال کے طور پر ہیں اور اظلال آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ یہ ضرور کرتا ہے کہ جب ظِل کی کوئی شخص ہتک کرتا ہے تو وہ اسے اپنی ہتک قرار دیتا ہے.... اِس لئے ایسا آدمی بچتا نہیں۔ آدم سے لے کر اب تک ایسا آدمی نہیں بچا اور قیامت تک نہیں بچ سکتا۔" (الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۵۰ء صٓ)

انعامِ نبوت کے قیام و استحکام کے لئے دوسرا اہم ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کو ہمیشہ قبولیتِ دعا کا مجسّم نشان یقین کریں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد قادیان میں ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو احمدی نمائندگانِ جماعت کی جو پہلی کانفرنس بلوائی اُسے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"۔

("منصبِ خلافت" صد ۳۲ مطبوعہ ۱۹۱۴ء از حضرت مصلح موعودؓ)

اِس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ یہ دلچسپ واقعہ سُنایا کرتے تھے کہ:۔

"مَیں ایک دفعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دُعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ گویا جیسے ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے اسی طرح اس نے کہا عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں"۔

("خلافتِ راشدہ" صد ۱۹۴ از حضرت مصلح موعودؓ)

تیسرا ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافتِ احمدیہ سے فیض و برکت حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ بیان فرمایا کہ:۔

"جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے

جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی
اور اس سے جس قدر دُور رہو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں
بے برکتی پیدا ہوگی جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو
درخت کے ساتھ ہو وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو
درخت سے جُدا ہو اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر
سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔
اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ
رکھے تو خواہ وہ دُنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی
کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کرسکتا ہے۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء صک)

خلیفہ وقت سے براہِ راست تعلق اور وابستگی کے نتیجہ میں ہر مخلص اور سچے مومن کو یہ حقیقت خود بخود دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ نظامِ سلسلہ سب انسانوں سے بالا اور مقدم ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں :-

"سلسلہ مقدم ہے سب انسانوں پر سلسلہ کے مقابلہ میں
کسی انسان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا خواہ وہ کوئی ہو۔
کوئی انسان بھی سلسلہ سے بالا نہیں ہوسکتا۔ اسلام اور قرآن
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بالا ہیں اسی
طرح احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی

بالا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے لئے اگر ہمیں اپنی اولادوں کو بھی قتل کرنا پڑے تو ہم اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیں گے مگر سلسلہ کو قتل نہ ہونے دیں گے ... احمدیت ایک ایسی دھار ہے کہ جو بھی اس کے سامنے آئے گا وہ مٹا دیا جائے گا اور جو بھی اس کے سامنے کھڑا ہوگا وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ خدا تعالےٰ جس سلسلہ کو قائم کرنا چاہے اس کی راہ میں جو بھی کھڑا ہو وہ مٹا دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں کسی انسان کی پرواہ نہیں کی جائیگی خواہ وہ کوئی ہو... سلسلہ مقدم اور غالب ہے ہر انسان پر"
(الفضل ۱۵ ؍ جون ۱۹۴۴ئ صہ ۲)

حضرت مصلح موعودؓ نے نظامِ خلافت کے چوتھے ذریعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

"مَیں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو محبت جماعتِ احمدیہ کو اپنے امام سے اِس وقت ہے اس کی مثال کسی اَور جگہ ملنا ممکن نہیں مگر باوجود اس کے مَیں یہ کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ وہ جذباتی ہے عملی نہیں۔ ایسے کم لوگ ہیں جو اس محبت کو اس طرح محسوس کریں کہ جو لفظ بھی خلیفہ کے مُنہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ئ صہ ۱۶)

"خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔
جو لفظ بھی خلیفہ کے مُنہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں
چھوڑنا" (الفضل ۲ر مارچ ۱۹۴۶ء صفحہ ۳)

اطاعتِ خلافت کا معیار کیا ہونا چاہیئے؟ اس کی وضاحت خود
حضور رضؓ نے یہ فرمائی کہ

" ایمان نام ہے اِس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ
کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے
... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار
دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور
اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اُس
شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس
زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جب تک جماعت کا ہر شخص...
اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا
اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا
حقدار نہیں ہوسکتا"

(الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۶)

ایک دلچسپ واقعہ

جناب مولوی عبدالباقی صاحب بہاری کا بیان ہے کہ "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد بعض لوگ حضرت میاں عبدالحی صاحبؓ (حضرت خلیفہ اوّلؓ کے فرزند۔ناقل) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ خلیفہ بن جاتے تو ہم آپ کی اطاعت کرتے۔میاں عبدالحی صاحبؓ نے فرمایا کہ" یا تو آپ کو آپ کے نفس دھوکہ دے رہے ہیں یا آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ بنتا تب بھی آپ میری اطاعت نہ کرتے۔اطاعت کرنا آسان کام نہیں۔میں اب بھی تمہیں حکم دوں تو تم ہرگز نہ مانو۔" اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ ہمیں حکم دیں پھر دیکھیں کہ ہم آپ کی فرمانبرداری کرتے ہیں یا نہیں؟ حضرت میاں عبدالحی مرحوم نے فرمایا:۔

" اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاؤ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کرلو یہ بات سن کر وہ لوگ .... کہنے لگے کہ یہ تو نہیں ہوسکتا۔"

(الفضل ۱۴ر اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۶ مضمون میاں عبدالوہاب صاحب عمر خلف حضرت خلیفہ اوّلؓ)

جماعتِ احمدیہ کے ہر فرد کو اس جذبۂ اطاعت و فدائیت سے سرشار

کرنے کے لئے حضورؓ نے نہ صرف جماعت میں لجنہ اماء اللہ۔ اطفال الاحمدیہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ جیسی اہم تحریکوں کی بنیاد رکھی اور ان کے عہد کے الفاظ میں خاص طور پر اس بنیادی شرط کو شامل فرمایا اور اسے قیامت تک دُہرانے کا تاکیدی فرمان جاری کیا بلکہ سلسلہ احمدیہ کے مربیان کو نصیحت فرمائی کہ وہ مقامِ خلافت کی عظمتِ شان اور جلالتِ مرتبت کا تذکرہ ہمیشہ جماعت کے سامنے کرتے رہا کریں۔ چنانچہ حضورؓ نے ارشاد فرمایا :-

"مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا۔ پانچ ہزار روپیہ کیا۔ پانچ لاکھ روپیہ کیا۔ پانچ ارب روپیہ کیا اگر ساری دُنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابلِ ذکر چیز ہیں ..... اگر یہ باتیں ہر مرد۔ ہر عورت۔ ہر بچے۔ ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدمِ علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں؟ ..... پس سب سے اہم ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے ..... ہماری جماعت کے علماء لوگوں کو تیار کر سکتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی جن کو خدا تعالیٰ نے علم و فہم بخشا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی خشیت

اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور الٰہی محبت کے حاصل کرنے کی خواہش اپنے قلوب میں پاتے ہیں لوگوں کو اس رنگ میں تیار کرسکتے اور ان کے اعمال کی اصلاح میں حصہ لے سکتے اور... خدا تعالیٰ کی نظر میں خلیفۂ وقت کے نائب قرار پاسکتے ہیں۔"

("تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات" صفحہ ۹۵

از حضرت مصلح موعودؓ مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

اِس تعلق میں حضورؓ کا یہ فرمانِ مبارک بھی سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے کہ:۔

"ایک شخص جو خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اسے سمجھنا چاہئے کہ خلفاء خدا مقرر کرتا ہے اور خلیفہ کا کام دن رات لوگوں کی راہ نمائی اور دینی مسائل میں غور و فکر ہوتا ہے اس کی رائے کا دینی مسائل میں احترام ضروری ہے اور اس کی رائے سے اختلاف اُسی وقت جائز ہوسکتا ہے جب اختلاف کرنے والے کو ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہو جائے کہ جو بات وہ کہتا ہے وہ درست ہے۔ پھر یہ بھی شرط ہے کہ پہلے وہ اس اختلاف کو خلیفہ کے سامنے پیش کرے.... نہ کہ خود ہی اس کی اشاعت شروع کردے.... اگر کوئی شخص اس طرح نہیں کرتا اور اختلاف کو اپنے دل میں جگہ دے کر عام لوگوں میں پھیلاتا ہے تو وہ بغاوت کرتا ہے اسے

اپنی اصلاح کرنی چاہیئے "۔

"منہاج الطالبین" ص۱۲-۱۳ لیکچر حضرت مصلح موعودؓ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نظامِ خلافت سے متعلق پانچواں اہم اور بنیادی ذریعہ یہ بیان فرمایا کہ جماعت کو انعامِ خلافت کی شکر گزاری میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے چنانچہ فرمایا کہ :-

("مَیں ایک انسان ہوں اور آخر ایک دن ایسا آئے گا جب مَیں مَر جاؤں گا اور پھر اَور لوگ اِس جماعت کے خلفاء ہوں گے۔ مَیں نہیں جانتا اس وقت کیا حالات ہوں گے اِس لئے ابھی سے تم کو نصیحت کرتا ہوں تاکہ تمہیں اور تمہاری اولادوں کو ٹھوکر نہ لگے۔ اگر کوئی خلیفہ ایسا آیا جس نے سمجھ لیا کہ جماعت کو زمینوں سے اِس قدر آمد ہو رہی ہے۔ تجارتوں سے اِس قدر آمد ہو رہی ہے صنعت و حرفت سے اِس قدر آمد ہو رہی ہے تو پھر اب جماعت سے کسی اَور قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ اس قدر روپیہ آنے کے بعد ضروری ہے کہ جماعت کی مالی قربانیوں میں کمی کر دی جائے تو تم یہ سمجھ لو وہ خلیفہ خلیفہ نہیں ہو گا بلکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خلافت ختم ہو گئی اور کوئی اسلام کا دشمن پیدا ہو گیا.... پس چاہیئے کہ اگر ایک ارب پونڈ خزانہ میں آجائے تب بھی

خلیفۂ وقت کا فرض ہو گا کہ ایک غریب کی جیب سے
جس میں ایک پیسہ ہے دین کے لئے پیسہ نکال لے اور
ایک امیر کی جیب میں سے جس میں دس ہزار روپیہ موجود
ہے دین کے لئے دس ہزار نکالے کیونکہ اس کے بغیر
دل صاف نہیں ہو سکتے اور بغیر دل صاف ہونے کے
جماعت نہیں بنتی اور بغیر جماعت کے بننے کے خدا تعالیٰ
کی رحمت اور برکت نازل نہیں ہو سکتی ...... پس .....
تمہارے اندر زندگی پیدا کرنے کے لئے، تمہارے اندر روحانیت
پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا
جائے اور ہمیشہ اور ہر آن کیا جائے۔ اگر قربانیوں کا مطالبہ
ترک کر دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہو گا۔ یہ تقویٰ اور ایمان پر
ظلم ہو گا" (الفضل ۷ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ)

اِسی سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ انکشاف بھی فرمایا کہ ۱۹۶۵ء سے قربانیوں کا ایک نیا دَور شروع ہونے والا ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے ۲۲ اگست ۱۹۴۵ء کو ڈلہوزی کی چوٹیوں پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:-

"میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی ہے کہ آئندہ
اندازاً بیس سالوں میں ہماری جماعت کی پیدائش ہوگی

۔۔۔۔ اور مَیں سمجھتا ہوں آئندہ بیس سال کا عرصہ ہماری جماعت کے لئے نازک ترین زمانہ ہے جیسے بچہ کی پیدائش کا وقت نازک ترین وقت ہوتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات وقت کے پُورا ہونے پر پیدائش کے وقت کسی وجہ سے بچّہ کا سانس رُک جاتا اور وہ مُردہ وجود کے طور پر دُنیا میں آتا ہے۔ پس جہاں تک ہماری قومی پیدائش کا تعلق ہے مَیں اِس بات کو میخ کی طرح گڑا ہُوا اپنے دل میں پاتا ہوں کہ یہ بیس سال کا عرصہ ہماری جماعت کے لئے نازک ترین مرحلہ ہے۔ اب یہ ہماری قربانی اور ایثار ہی ہوں گے جن کے نتیجہ میں ہم قومی طور پر زندہ پیدا ہوں گے ۔۔۔۔ پس مَیں جماعت کے دوستوں کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ جماعت ایک نازک ترین دَور میں سے گذرنے والی ہے اِس لئے اپنے ایمانوں کی فکر کرو کسی شخص کا یہ سمجھ لینا کہ دس پندرہ سال کی قربانی نے اس کے ایمان کو محفوظ کر دیا ہے اس کے نفس کا دھوکہ ہے جب تک عزرائیل ایمان والی جان لے کر نہیں جاتا۔ جب تک ایمان والی جان ایمان کی حالت میں ہی عزرائیل کے

ہاتھ میں نہیں چلی جاتی اس وقت تک ہم کسی کو محفوظ نہیں کہہ سکتے خواہ وہ شخص کتنی بڑی قربانیاں کر چکا ہو اگر وہ اس مرحلہ میں پیچھے رہ گیا تو اس کی ساری قربانیاں باطل ہو جائیں گی اور وہ سب سے زیادہ ذلیل انسان ہو گا کیونکہ چھت پر چڑھ کر گرنے والا انسان دوسروں سے زیادہ ذلت کا مستحق ہوتا ہے"

(الفضل ۶ ستمبر ۱۹۴۵ء صـ ۲-۴)

پھر فرمایا:۔

"انسان کو ایک قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری قربانی کی توفیق ملتی ہے اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہوں گی اور جس کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا نہ ہو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول کر لیا ہے اور آئندہ قربانیوں کے لئے بھی اسے اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے گا لیکن جس شخص کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا ہوتا ہے.... ایسے آدمی کو اللہ تعالےٰ کے حضور بہت استغفار کرنا چاہیئے اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں تا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اسے مزید قربانیوں کی توفیق عطا کرے۔ جس طرح تین ماہ میں ایک دھیلہ چندہ نے بڑھتے بڑھتے موجودہ مالی قربانیوں کی صورت اختیار کر لی ہے اسی طرح

جانی قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے .... جس دن کفر کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم اسے دنیا سے مٹا دینے والے ہو وہ یقیناً سختی سے تمہارا مقابلہ کرے گا اور تمہاری گردنوں میں، تمہارے سینوں میں، تمہارے جگر میں خنجر گاڑ دے گا اور کفر اپنا پورا زور لگائے گا کہ اسلام کو قتل کر دے اور اسلامی عمارت کو منہدم کر دے۔ گو ابھی وہ دن دور ہیں لیکن آہستہ آہستہ قریب آتے جاتے ہیں... کوئی عمارت بھی ایک دن میں تیار نہیں ہوتی ایسے ہی یہ نہیں ہو سکتا کہ لوگ جمع ہو کر آئیں اور وہ کہیں کہ اگر تم میں سے پانچ ہزار آدمی اپنی گردنوں میں چھری پھیر لیں تو ہم اسلام کو قبول کر لیں گے بلکہ یہ قربانیاں آہستہ آہستہ دینی پڑیں گی پہلے ایک دو پھر آٹھ دس پھر پندرہ بیس۔ اسی طرح آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر وہ دن آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو غلبہ عطا کرتا ہے اور کفر ہتھیار ڈال دیتا ہے"

(الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء صہ ۳)

مصلح موعودؓ کی جماعتِ احمدیہ کو قیمتی نصیحت

الغرض سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ خلافت کے عُہدہ کو عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھنے، خلیفۂ وقت کو قبولیتِ دعا کا مرکز سمجھنے، اس سے عمر بھر فقید المثال مخلصانہ تعلق قائم رکھنے، اس کے ہر لفظ پر والہانہ طور پر لبّیک کہنے اور اس کے حکم پر مالی وجانی قربانیوں کے لئے ہر زمانہ بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن تیار رہنے کی ہمیشہ پُرزور تلقین فرماتے رہے۔ یہی نہیں حضورؓ نے جماعتِ احمدیہ کو بار بار یہ وصیّت فرمائی کہ وہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہے۔ مثلاً ۱۹۲۱ء میں فرمایا:۔

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دُنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی ... بے شک افراد مریں گے مشکلات آئیں گی۔ تکالیف پہنچیں گی مگر جماعت کبھی تباہ نہ ہوگی بلکہ دن بدن بڑھے گی اور اس وقت تم میں سے کسی کا ... مرنا ایسا ہی ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر ایک دیو کٹتا ہے تو ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں تم میں سے اگر ایک مارا

جائے گا تو اس کی بجائے ہزاروں اس کے خون کے
قطروں سے پیدا ہو جائیں گے۔"

("درس القرآن" صفحہ ۷۳)

اسی طرح حضورؓ نے ۲۲ اگست ۱۹۴۷ء کو یعنی ہجرت پاکستان سے صرف نو دن پیشتر قادیان سے پاکستانی احمدیوں کے نام ایک درد انگیز پیغام ارسال فرمایا جس میں اپنے قلم سے تحریر فرمایا:۔

" خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔۔۔۔ میرا یہ پیغام باہر کی جماعتوں کو بھی پہنچا دو اور انہیں اطلاع دو کہ تمہاری محبت میرے دل میں ہندوستان کے احمدیوں سے کم نہیں تم میری آنکھ کا تارا ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جلد سے جلد اپنے اپنے ملکوں میں احمدیت کا جھنڈا گاڑ کر آپ لوگ دوسرے ملکوں کی طرف توجہ دیں گے اور ہمیشہ خلیفۂ وقت جو ایک وقت میں ایک ہی ہو سکتا ہے فرمانبردار رہیں گے اور اس کے حکموں کے مطابق اسلام کی خدمات کریں گے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۲)

پھر ۱۹۵۶ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے تاکیدی ہدایت فرمائی ۔۔

"وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور... سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں"

(الفضل یکم ہجرت ۱۳۳۶ھش مطابق یکم مئی ۱۹۵۷ء صہ ۲)

ازاں بعد ۱۷ مئی ۱۹۵۹ء کو اپنے ایک الوداعی پیغام میں فرمایا:۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو..... اور میری اولاد.... کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء صہ ۳)

خلافتِ ثالثہ کی نسبت عظیم الشان بشارتیں

اپنی تقریر کے دوسرے حصے میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کو خلافتِ ثالثہ کے عہدِ مبارک کی نسبت متعدد تفصیلات بتائی گئیں۔ نظارے دکھائے گئے اور خبریں دی گئیں جن میں سے بعض کا اظہار بھی حضورؓ نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ مثلاً

پہلی بشارت:- حضورؓ کو القاء کیا گیا کہ ۱۹۶۵ء سے قربانیوں کے ایک عہدِ جدید کا آغاز ہونے والا ہے (جیسا ابھی عرض کر چکا ہوں) اِس امر کا ثبوت کہ اس نئے عہد سے مراد خلافتِ ثالثہ ہے واضح طور پر یہ ہے کہ حضورؓ کو ۱۹۴۴ء میں بذریعہ رؤیا یہ دکھایا گیا کہ آپ کی مزید عمر "اکیس" تک ہوگی (الفضل ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۴ء) اس کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء میں "نئی پیدائش" سے بیعت مراد لی چنانچہ فرمایا:-

"بیعت کا وقت تو نہایت سنجیدگی کا وقت ہوتا ہے۔ یہ تو نئی پیدائش کا وقت ہوتا ہے۔" (صفحہ ۱۸)

دوسری بشارت:- حضرت مصلح موعودؓ کو جناب الٰہی کی طرف سے یہ الہامی بشارت دی گئی کہ آپ کے وصال پر "جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔" (تفسیر کبیر العلق صفحہ ۱۸۹) بالفاظِ دیگر پوری جماعت بالاتفاق خلافتِ ثالثہ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی جیسا کہ یہ رُوح پرور نظارہ پوری دُنیا نے دیکھا۔

تیسری بشارت:- حضورؓ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ایک خط میں رقم فرمایا کہ:-

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مَیں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔" (الفضل ۸۔ اپریل ۱۹۱۵ء صفحہ ۵)

خدا تعالیٰ کی تقادرانہ تجلّیات ملاحظہ ہوں کہ پاکستانی پریس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خلیفہ منتخب ہونے کی خبر دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی "ناصرالدین" ہی لکھا (نوائے وقت ۔ ا نومبر ۱۹۶۵ء صا ۔ امروز ۔ ا نومبر ۱۹۶۵ء ص۶) "ناصر" کے نہایت مقدس اور نہایت پیارے لفظ پر مجھے یاد آیا کہ شیعہ بزرگوں کی مشہور کتاب بحار الانوار (جلد ۱۳ ص۹) میں لکھا ہے کہ امام قائم کا نام غلام، احمد اور محمود بھی ہوگا۔ نیز "الصراط السوی فی احوال المہدی" میں یہ بھی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے گا کہ:۔

"مرحبا اے میرے بندے میرے دین کے ناصر ...
مَیں نے قسم کھائی ہے کہ ... تیرے وسیلہ سے
بخشوں گا اور تیرے ذریعہ لوگوں کو عذاب کروں گا۔
... پیمانہ ہی حفاظت و حمایت و عنایت میں ہے۔
اس وقت تک جبکہ مَیں اس کے ذریعہ سے حق کو ظاہر
کروں اور باطل کو نیست و نابود کروں اور صرف
میرا دین خالص دُنیا میں باقی رہے۔"

(حصہ اوّل ص۳۹۵ از مولانا سید محمد سبطین السرسوی
طبع اوّل ۱۲ صفر ۱۳۰۸ھ ناشر منیجر البرہان بازار حکیماں لاہور)

حضرات! یہ عجیب بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اقتصادی نظام کے جس فلسفہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے اس کی بنیاد حضور نے آیت "مخلصین لہ الدّین" پر ہی رکھی ہے جیسا کہ حضور کے ان مطبوعہ خطبات سے بھی ظاہر ہے جو "اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اور اپنی نظیر آپ ہیں ؎

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

یہاں برسبیلِ تذکرہ "ناصر" نام کی ایک تاریخی اہمیت و عظمت معلوم کرنے کے لئے ایک صدی قبل کا ایک عجیب حوالہ بھی سُن لیجئے۔ جناب نواب صدیق حسن قنوجی کو بعض اہل حدیث علماء مجدّد بھی تسلیم کرتے ہیں اور انہیں "کلیم عصر" اور "مسیح وقت" کے القاب سے بھی پکارا جاتا رہا ہے۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب "حجج الکرامہ" (مطبوعہ ۱۲۷۱ھ / ۱۸۷۴ء) کے صفہ ۲۴۰ پر بعض قدیم بزرگوں کے یہ پُر اسرار شعر درج فرمائے ہیں:-

اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی لَہٗ عَادَۃٌ
سَادَتْ فَصَارَتْ مَثَلًا سَائِرًا
اِذَا غَدَا بِالْکُفْرِ مُسْتَوْطَنًا
اَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ لَہٗ نَاصِرًا

فَنَاصِرٌ طَهَّرَهٗ اَوَّلًا
وَنَاصِرٌ طَهَّرَهٗ اٰخِرًا

مسجد اقصیٰ کی عادت ہے جو اس پر حاوی اور مستولی ہے اور اب وہ مشہور عام بات ہے کہ جب وہ کفر کا وطن بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ایک ناصر مبعوث کرتا ہے۔ ایک ناصر نے اُسے پہلے پاک کیا تھا اور ایک ناصر اُسے آخری دور میں پاک کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس اہم پیشگوئی کی حقیقت کیا ہے اور اس کا ظہور کس رنگ میں ہونے والا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ پر اوائل خلافت میں منکشف کیا گیا ہے کہ پچیس تیس سال کے اندر اندر حیرت انگیز انقلابِ اسلامی برپا ہونے والا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"اسلام کے غلبے کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دُنیا کی کوئی طاقت اس کو ٹال نہیں سکتی"۔

"انشاء اللہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے"۔

"اسلام کی فتح کا دن قریب آ چکا ہے یہ دلوں کی فتح ہے"۔

"ہماری محبت ساری دُنیا کی نفرت پر غالب آکے رہیگی اور بالآخر تمام صفحہ زمین پر اسلام ہی کا بول بالا ہوگا"۔

پھر فرمایا:-

"اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شاملِ حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کے رہے گا" (الفضل ۲ رجون ۱۹۷۰ء)

سے جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چوتھی بشارت:- خلافتِ ثالثہ کے مبارک عہد کو یہ عظیم الشان خصوصیت حاصل ہے کہ جس طرح حضرت مہدی معہود علیہ السلام کا مقدس دور حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ کی ذاتِ بابرکات کی شکل میں ممتد کیا گیا تھا اسی طرح حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا انوار و برکات سے معمور زمانہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث فاتح الدین[1]

---

[1] یاد رہے ۷ رجون ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو ایک فرزند کی خبر دی گئی جس کے حسب ذیل نام بذریعہ الہام الٰہی بتائے گئے۔ کلمۃ العزیز، کلمۃ اللہ خاں، وارڈ، بشیر الدولہ، شادی خاں، عالم کباب، ناصر دین، فاتح الدین" (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۶ء صا و بدر ۲۱ رجون ۱۹۰۶ء ص۳ بحوالہ تذکرہ طبع سوم ص۶۲۶-۶۲۷)
مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری کی تحقیق کے مطابق اس فرزندِ موعود سے مراد ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جیساکہ قرائن سے بھی واضح طور پر اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو "مباحثہ میانوالی")

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجودِ گرامی سے دوبارہ پلٹ آیا ہے جیسا کہ خود حضرت مصلح موعود رضؓ کو قبل از وقت عالمِ کشف میں دکھایا گیا کہ

"گویا میں دو وجود ہوں میرا ایک وجود نماز پڑھ رہا ہے اور ایک وجود چارپائی پر لیٹا ہے۔ میرا وہ وجود جو نماز پڑھ رہا تھا اس نے میرے پہلو میں سجدہ کیا اور اس کی تسبیح کی آوازیں مجھے آرہی تھیں"

(الفضل ۱۵ جون ۱۹۵۱ء صٓ ۳)

اِس کشف سے قبل حضور پر یہ واضح انکشاف ہو چکا تھا کہ:-

"خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دُنیا میں بھیجے گا اور مَیں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری رُوح ایک زمانہ میں کسی اَور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہو گی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دُنیا کی اصلاح کرے گا" (المصلح الموعودؓ)

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

پانچویں بشارت:- حضرت اقدس رضؓ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسہ پر فرمایا:-

"جب بھی انتخابِ خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے

مطابق جو بھی خلیفہ چُنا جائے مَیں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ... اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ صرف اِس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافتِ اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے... پس مَیں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ... اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائیں گی۔" (خلافتِ حقّہ اسلامیہ ص۱۷-۱۸)

چھٹی بشارت:۔ یہی نہیں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خلافتِ ثالثہ کے بلند پایہ علمی و روحانی مقام کی بھی واضح خبر دی ہے چنانچہ حضورؓ نے اپنے قلمِ مبارک سے تحریر فرمایا کہ:۔

"خلیفے خدا بناتا ہے۔ جب اُس نے مجھے خلیفہ بنایا تھا تو جماعت کے بڑے بڑے آدمیوں کی گردنیں پکڑوا کر میری بیعت کروادی تھی جن میں ایک میرے نانا۔ دو میرے ماموں۔ ایک میری والدہ ایک میری تائی اور ایک میرے بڑے بھائی بھی شامل تھے۔ اگر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ ناصر احمد خلیفہ ہو تو ایک

میاں بشیر کیا ہزار میاں بشیر کو بھی اس کی بیعت کرنی پڑے گی" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۵۶ء صٓ)

ساتویں بشارت:- اِس سلسلہ میں آخری بات یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے جہاں حضرت خلیفہ ثالث کو قبل از وقت بشارتیں دیں وہاں جماعت احمدیہ کو ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ کی تقریر بعنوان "انوارِ خلافت" کے دوران یہ عظیم الشان خوشخبری سُنائی کہ :-

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آ گیا ہے اور وہ دن دُور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہوں گے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی۔ اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے ... دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا جس کے زمانہ میں یہ فتوحات ہونگی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا تم ہی لوگ ان کے مُعلّم بنو گے. پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے پروفیسر بنا دیئے جاؤ۔ اِس لئے تمہارے لئے ضروری اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے استاد بن سکو۔"

("انوارِ خلافت" صـ۱۱۰ - ۱۱۵ - ۱۱۶ تقریر حضرت مصلح موعودؓ)

پھر وصیت فرمائی کہ :-

"صحیح معنوں میں احمدی وہی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کے دنیا میں غالب آجانے کے معنے یہ ہیں کہ یورپ۔ امریکہ۔ جاپان۔ چین غرضیکہ دنیا کے ہر ملک کے بڑے بڑے مؤرخ۔ فلاسفر۔ سائنسدان لائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے شاگرد ہیں ان کو پڑھاؤ اور پھر اس کیلئے تیاری کرتے ہیں" (الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۳ء صٓ۳)

۵ بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نورِ نبوّت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکمِ محمّد جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
(المصلح الموعودؓ)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز فرمان

مندرجہ بالا تقریر پہلی بار اخبار الفضل ۱۱-۱۲-۱۶ ماہِ احسان ۱۳۴۹ھش مطابق ۱۱-۱۲-۱۶ جون ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔ یہ وہ مبارک ایام تھے جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ مغربی افریقہ کے بابرکت اور

کامیاب سفر سے واپس تشریف لاچکے تھے اور ربوہ میں ہی رونق افروز تھے حضور نے اس مبارک اور رحمتوں سے معمور دورہ سے مراجعت کے بعد جو پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں اس تقریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کو نہایت بصیرت افروز الفاظ میں یہ نصیحت فرمائی کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل جس قوم پر نازل ہو رہے ہوں اس پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد کرتے چلے جاتے ہیں۔ میری طبیعت پر اثر ہے اور میرے دل میں بڑی شدت سے یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آئندہ ۲۳-۲۵ سال احمدیت کے لئے بڑے ہی اہم ہیں۔ کل کا اخبار آپ نے دیکھا ہوگا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۵ء میں کہا تھا کہ اگلے بیس سال احمدیت کی پیدائش کے ہیں اس واسطے چوکس اور بیدار رہو۔ بعض دفعہ غفلتوں کے نتیجہ میں پیدائش کے وقت بچہ وفات پا جاتا ہے مَیں خوش ہوں اور آپ کو بھی یہ خوشخبری سُناتا ہوں کہ وہ بچہ ۱۹۶۵ء میں بخیر و عافیت زندہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ نے کہا تھا میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ وہ بچہ خیریت کے ساتھ پوری صحت کے ساتھ اور پوری توانائی کے ساتھ ۱۹۶۵ء میں پیدا ہو چکا ہے۔ اب ۱۹۶۵ء سے ایک دوسرا دَور شروع ہو گیا اور یہ دَور خوشیوں کے ساتھ بشاشت کے ساتھ قربانیاں دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کا

ہے۔ اگلے ۲۳ سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اِس دُنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہونے والا ہے یا دُنیا ہلاک ہو جائے گی یا اپنے خدا کو پہچان لے گی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے میرا کام دُنیا کو اِنذار کرنا ہے اور وہ مَیں کرتا چلا آرہا ہوں **آپ کا کام اِنذار کرنا اور میرے ساتھ مل کر دعائیں کرنا ہے تا یہ دُنیا اپنے رب کو پہچان لے اور تباہی سے** محفوظ ہو جائے"

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۷۰ء صـ۱۱)

کتابت :- حمید الدین ربوہ

طبع اوّل مئی ۱۹۷۲ء

ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ